قرآنی کلچر

مدیر

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ عموماً ہر انسان اور خصوصاً قوم مسلم کی فطرت کا دوسرا نام قرآن ہے اور قرآن مجید اسی فطرت کو ابھارتا، اس کی نشو و نما کرتا اور اس کی پرداخت کر کے دین و دنیا دونوں کی فلاح و بہبود بخشتا ہے پس جس طرح ہر قوم اور ہر ملک کے لئے ایک خاص تربیت و پرداخت ہے اسی طرح قرآن والی قوم کے لئے قرآنی سانچے میں ڈھالنے اور قرآنی تربیت و پرداخت کے اندر اٹھان لینے کا انتظام قدرت کی طرف سے کیا گیا ہے اسی لئے اگر کوئی پوچھے کہ مسلمانوں کا کلچر کیا ہونا چاہئے تو اس کا صحیح اور مکمل جواب اس کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا کہ قرآن!

ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اپنے کلچر کو بہتر بنانے اور قائم رکھنے کے لئے خاص اہتمام سے کام لیتے ہیں۔ اپنی تعلیم گاہوں میں اس کا انتظام کرتے ہیں۔ اپنے بچوں کو اسی کی تعلیم دلاتے ہیں۔ نہیں مختلف قسم کی سوسائٹیوں کے ذریعے اس کی ترقی اور بقا کے لئے جد و جہد کرتے ہیں الغرض ہر طرح سے اپنی قومیت اور اپنی حکومت کا اسی کو طرۂ امتیاز بخشتے ہیں۔ اس لئے اگر مسلمانوں کو بھی اپنی خصوصیات کا اظہار مقصود ہے تو قرآن ہی ہے جس کے مصحف میں اپنے خد و خال کو درست کرنا چاہئے۔

جس قوم اور جس ملک کا کلچر جس قدر پائدار اور اعلیٰ ہوگا اسی قدر اس کو دوسری قوم اور دوسرے ملک والوں پر فضیلت حاصل ہوگی۔ اس لئے خدائے بزرگ و برتر نے جس قوم کو خیر امت کے مبارک اور امتیازی خطاب سے سرفراز کیا اس کا منشا بھی یہ ہو کہ اس قوم کا کلچر بھی وہ کلچر ہو جو دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک کے لئے نمونہ اور قابل قبول بن سکے کیونکہ یہ کلچر کسی نظری اور وقتی نہیں بلکہ وہبی اور دائمی ہے بلکہ عین فطرت انسانی کے مطابق بھی۔

مسلمانوں کے عادات و اطوار، عقاید و اخلاق، تربیت و تعلیم، علم و فن، صنعت و حرفت وغیرہ

غرض کہ ہر قومی خصائص کی ساخت و پرداخت میں اور ان کی تہذیب و تمدن کے ہر گوشے میں جس کلچر کا نمایاں طور پر غلبہ ہونا چاہئے وہ وہی ہو جس کو قرآنی کلچر سے تعبیر کیا جا سکے۔

ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اپنے اپنے پسندیدہ اور اختراع کئے ہوئے کلچر میں رنگے ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے اللہ نے اپنا رنگ اختیار کیا ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ

قرآن والی قوم قرآنی سانچے میں یعنی خدائی سانچے میں ڈھل کر جس اعلیٰ و ارفع شان میں مظہر ہونی چاہئے اس کے بیان کی ضرورت نہیں اور اس کو معلوم ہی کرنا ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی زندگی عبادت کا مطالعہ کرنا چاہئے یا بصیر قرآن مجید کی صحیح تلاوت کرنی چاہئے۔

زبان کو کلچر کے اندر بہت بڑا دخل ہوتا ہے اور مختلف ممالک اور مختلف قوموں کی عموماً زبانیں بھی مختلف ہوتی ہیں اسی لئے ان کا کلچر بھی جدا جدا ہوتا ہے لیکن اگر ایک ہی زبان کسی قوم اور کسی ملک کے اندر رائج ہوتی ہے تو ان سب کا کلچر بھی ایک ہی ہوتا ہے اور قرآن چونکہ دنیا کی ہدایت کیلئے آخری الہامی زبان ہے اس لئے باوجود اپنی اپنی مروجہ زبان بولنے کے ہر ملک کے مسلمانوں کی ایک مشترک زبان اور ہونی چاہئے جس کا قرآنی زبان نام رکھنا مناسب ہوگا کیونکہ اتحاد بین المسلمین ہو یا اتحاد عالم" یہ سب کچھ قرآن ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے اور اسی چیز کو یہ قوت حاصل ہے کہ دنیا کی مختلف امتوں کو ایک امت بنا دے۔

ہوشیار قومیں اور سمجھدار ملک کے ارباب حل و عقد اپنے اپنے کلچر کی حفاظت کیلئے خاص خاص اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے ان غیر مذہبوں پر بھی قانون کے ذریعہ پابندیاں عائد کر دیتے ہیں جس سے بڑھکر قوم بننے کی امید نہیں ہوتی مگر تعلیمات قرآن کا سیلاب اس بند کو بھی بڑی آسانی کے ساتھ توڑ کر رکھدیتا ہے جیسا کہ قرون اولی کے مسلمان جس ملک و جس قوم کے اندر گئے انہوں نے انکی کلچر کو بدل دیا اور آج بھی جہاں جہاں اسلام ہے وہاں اسلامی تہذیب تمدن اپنی نمایاں خصوصیات کیساتھ نظر آئے گا۔

قرآن مجید دنیا کے ہر گوشہ کے مسلمانوں کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کرتا ہے کل مومن اخوۃ

اور ایک رسی کے تھامنے کو کہتا ہے، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

قرآنی عربی کو بھی عام ہونا چاہئے اور یہی سبب ہے کہ میں اگرچہ دنیا کی دوسری زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی ضرورت کو جائز سمجھتا ہوں مگر اس کو دوسرے درجہ پہ رکھتا ہوں اور اولیت کا سہرا صرف عربی وہ بھی قرآنی عربی کا حق سمجھتا ہوں۔

قرآنی کلچر کسی خاص قوم کا کلچر نہیں ہوسکتا، اس لئے اس کو عربوں یا مسلمانوں کا کلچر کہنا بھی کچھ زیادہ مناسب نہیں بلکہ اس کا نام ہر قوم اور ہر ملک والوں کا فطری کلچر رکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اور اولوالعزمی اور سلیم الفطرتی اس بات کی متقاضی ہے کہ کوئی بین الاقوامی کلچر ہو جو ہر قوم و ملک والوں کے لئے مشترک چیز کا کام دے سکے

زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس لئے قرآنی عربی کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ پنجاب میں اردو، افغانستان میں فارسی، اسی طرح بنگال کو لے لیجئے جہاں مذہب کے سوا ہندو اور مسلمان دونوں کا کلچر ایک ہی ہے۔

عربی زبان کا رسم الخط بھی تمام قدیم زبانوں کے رسم الخط سے جدید تر اور زیادہ ترقی یافتہ ہے اس لئے جملہ مدارس کی تعلیم میں قرآن کو داخل کرنا چاہئے۔

ہر قوم ہر ملک کی تہذیب و تمدن اور ترقی کے مجموعہ کا نام کلچر ہے اور جس قوم کا کلچر جتنا ترقی یافتہ اور بلند ہوگا اتنا ہی اس کا پایہ بلند ہوگا۔ اور یہ سب چیزیں تعلیم سے حاصل ہوتی ہیں اور تعلیم کے لئے انسانوں کی تالیف و تصنیف کا ذخیرہ ہوتا ہے اب جو کوئی اللہ کی کتاب کو اپنے لئے سامنے رکھے گا ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی کا کلچر نہ ہوگا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا اور ہر طرف سے پھیر کہ ایک مرکز اور ایک پرگردش کرنے کیلئے مجبور کرتا اور ایک خلیفہ کی ماتحتی میں رہنے کو کہتا ہے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اس لئے باوجود مشرق و مغرب کی دوری کے ان کے جمہوری کلچر کو بھی ایک ہی ہونا چاہئے

قرآن مجید روئے زمین پر حکومت الٰہی کا قیام کراتا ہے اور دین حق کی غرض یہی بتلاتا ہے کہ اس کو جملہ ادیان پر غالب رہنا چاہئے جس کا دوسرا نتیجہ یہ ہوگا کہ حق پرست باطل پرستوں پر حکمرانی کریں گے یعنی اللہ کے تبلائے ہوئے طریقہ پر انصاف اور امن و سلامتی ان کے دم سے قائم رہے گی اس لئے ان کا قرآنی کلچر اس قوم کے لئے بھی ہے جو اسلام کو بر آت تو قبول نہ کرے لیکن ذمی ہو کر رہنا قبول کرے جیسا کہ آج بھی مصر کے اندر مسلمان او قبطی ایک ہی کلچر رکھتے ہیں حالانکہ مذہب جدا جدا ہے۔ اسی طرح افریقہ کے شمالی ساحل پر جو آبادیاں ہیں وہ عربوں کی عادات و اخلاق سے اس درجہ متاثر ہوئیں کہ وہ بھی بالکل عرب بن گئی ہیں یہی حال فلسطین کا بھی ہے جہاں مسلمان او نصرانی کے علاوہ یہودی بھی ہیں ان سب مقامات پر ان قوموں کے مذہب الگ الگ ہیں لیکن کلچر میں کوئی فرق نہیں۔

قرآن عربی چونکہ ساری دنیا کے لئے ہے اس لئے زبان کی حیثیت سے جو متعدد اقوام اور ممالک میں باوجود مذہب و ملت کی تفریق کے عالمگیر زبان کی حیثیت سے ایک مشترک کلچر پیدا ہو سکتا ہے اور جس طرح فرنچ زبان ایک غرض کے لئے دنیا کی ہر یونیورسٹی میں پڑھی جاتی ہے اور اس قوم یا ملک والے کو اس پر اعتراض نہیں ہوتا بلکہ خوشی خوشی سیکھتے ہیں اسی طرح قرآنی کی تعلیم بھی روے زمین کے ہر مرحلہ پر ہونی چاہئے۔